Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 6 (June) (2025)

امامت نسواں سے متعلق نصوص کی تعبیرو تشریح میں ، مولانا عمر احمد عثمانی اور جمہور ائمہ کے منہج کا مطالعہ
(فقہ القرآن کی روشنی میں)

ڈاکٹر حافظ محمد اشفاق
اسسٹنٹ پروفیسر، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ
حافظ محمد کامران
پی ایچ، ڈی سکالر،گفٹ یونیورسٹی،گوجرانوالہ
hafizkamranonline@gmail.com

مولانا عمر احمدعثمانی دیوبند کے مشہور عالم مولانا ظفر احمد عثمانیؒ صاحب کے بیٹے ہیں۔مولانا کے اجداد میں تین پشت اوپر شیخ کرامت حسین نامی ایک بزرگ گزرے ہیں جو بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے استاد ہیں اور انہی کی صاحبزادی سے مولانا نانوتوی کی شادی ہوئی۔آپ نے تعلیم مظاہر العلوم سہارنپور میں حاصل کی اور تکمیل کے بعد وہیں تدریس شروع کی۔آپ کے اساتذہ میں مولانا محمد زکریاؒ اور مولانا عبدالرحمن کاملپوریؒ جیسی شخصیات شامل ہیں۔آپ کو سند فضیلت مولانا تھانویؒ سے عطاہوئی۔آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے عربی، فارسی اور اردو میں آنرز کیا۔آپ ڈین آف تھیالوجی بیورو آف نیشنل ری کنسٹرکشن حکومت پاکستان کراچی اور پروفیسر اسلامیات گورنمنٹ کالج فارمین ناظم آباد کراچی رہے۔

اسلامی تعلیمات نے انسانی حقوق کی پاسداری کرتے ہو ئے عورت کی عزت و عظمت اور قدرومنزت کے دعوے ہی نہیں کیے بلکہ تدبیر و سیاست ، بہادری و شجاعت ، تہذیب و تمدن غرض کہ کار ہائے زندگی کے تمام شعبوں میں خواتین کو مردوں کے دوش بدوش لا کھڑا کیا ۔ اسلام کی رحمت و صداقت نے جہاں وحشی اور جھگڑالو مردوں کو زہد و تقوی کا مجسمہ اور احسانات و خیرات کا مجموعہ بنایا وہاں عورتوں کو بھی عفت و عصمت کی جیتی جاگتی تصویر بنادیا ۔ مردوں میں جہاں صحابہ کرامؓ ، تابعین ، تبع تابعین ، آئمہ کرام محد ثین و مفسرین ، مفکرین و مجتہد ین ، علماء وفقہاء غوث و قطب اورابدال پیدا ہوئے تو بعینہ اسی معاشرے میں ایسی خواتین بھی موجودر ہیں جو علم و عمل شجاعت و بہادری ، حکمت و سیاست ، تصوف زہد اور تقوی و پرہیز گاری میں نامور تھیں ۔ امت مسلمہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اسلام ہی وہ یکتا اولی مذہب ہے جس نے عورت کی آزاد حیثیت کو مانا اور اس کے حقوق کا تعین کیا، گو یا عورت اور مرد کی حیثیت اور حقوق یکساں ہیں قرآن حکیم اس پر شاہد ہے :

اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ [1]

(بے شک میں کسی کام کرنے والے کے کام کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہرگز ضائع نہیں کر تا تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو ۔)

زندگی کا نظام چلانے میں دونوں برابر ہیں اسی لیے اسلام اس کو پسند نہیں کرتا کہ دونوں میں سے کوئی صنف اپنے کو بہتر سمجھے اور دوسرے کو کم تر ۔ اسلام نے عورت کو جو آسانیاں عطا کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس پر جماعت کے ساتھ نماز ادا کر نالازم نہیں اس ضمن میں خواتین کی "امامت "کا مسئلہ ، جمہور علما ءقدیم وجدید اور بعض جدید علماء میں زیر بحث رہا ہے۔ اس موضوع کے تحت ،اس مقالہ میں عورت کی "امامت" کا مندرجہ

[1] آل عمران3: 195

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 6 (June) (2025)

ذیل حیثیتوں سے ذکرکیا جائے گا:

1-عورت کا عورتوں کی امامت کر انا :

نماز میں عورتوں کے لیے عورت کی امامت جائز و درست ہے اور ادلہ صحیحہ سے اس طرزِ عمل کی تائید ہوتی ہے۔ اس ضمن میں بکثرت احادیث و آثار موجود ہیں، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرائض و نوافل کے لیے عورتیں جماعت کرا سکتی ہیں اور ان کی اِمامت کا فریضہ ان ہی میں سے ایک عورت انجام دے سکتی ہے۔ ''سنن ابی دائود'' اور ''مسند احمد'' کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو امامت کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ متعدد روایاتِ صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ و ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے نماز میں عورتوں کی امامت کی۔ یہ امامت فرائض میں بھی ہوئی اور نوافل میں بھی۔ چنانچہ ان روایات کو مصنف عبدالرزاق مصنف ابن ابی شیبہ، مسند الشافعی، کتاب الآثار الامام محمد، سنن الدار قطنی، سنن البیہقی، مستدرک للحاکم، طبرانی، مسند ابوا یعلی، قیام اللیل للمروزی وغیرہا کتبِ حدیث میں بسند صحیح ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

شمس الحق عظیم آبادیؒ لکھتے ہیں:

> "هذه الروايات كلها تدل على استجاب امامة المراة للنساء فى الفرائض و النوافل، و هذا هوالحق و به يقول الشافعى و الاوزاعى و الثورى و احمد و ابو حنيفة و جماعة رحمهم الله تعالى"[2]
>
> ("یہ تمام روایات فرائض و نوافل میں عورتوں کے لیے عورت کی امامت کے استجاب پر دلالت کرتی ہیں اور یہی حق ہے اور امام شافعی، امام اوزاعی، امام سفیان ثوری، امام احمد، امام ابو حنیفہ اور ائمہ کی ایک جماعت نے ایسا ہی کہا ہے۔")

2- عورت کا مردوں کی امامت کرانا:

امامت "نسواں "میں مولانا عمر احمد عثمانی کا مؤقف:

> امامت نسواں کی بحث میں مولانا عمر احمد عثمانی امام ابو ثور اور طبریؒ کا یہ مؤقف نقل کرتے ہیں کہ "عورت" عورتوں کی طرح "مردوں" کی بھی امام بن سکتی ہے۔[3]

امامتِ"نسواں"کی بحث میں جمہور ائمہ کا مؤقف:

علامہ ظفر احمد عثمانی"امامت نسواں" کے متعلق جمہور ائمہ کا مؤقف اسطرح بیان کرتے ہیں:

> أما إمامة المرأة للرجال فمما اتفق الأئمة الأربعة على عدم صحتها[4]
>
> (عورت کی مردوں کے لیے امامت کے ناجائز ہونے پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔)

---

[2]الدارالقطنی، علی بن عمر بن احمد بن مہدی(لمتوفیٰ 385ھ) التعلیق المغنی شرح سنن الدار قطنی: مصر: دار ابن حزم ،ج:1،ص:4، 5

[3]عثمانی،عمر احمد۔فقہ القرآن۔کراچی: ادارہ فکر اسلامی،2003ء،حقوق نسواں،ج:3،ص:201

[4]عثمانی،مولانا ظفر احمد۔اعلاء السنن۔کراچی :ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ 1994ء،باب صفۃ الامام،ج:4،ص:229

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 6 (June) (2025)

دوطرفہ دلائل کا موازنہ

"امامت نسواں"میں مولانا عمر احمد عثمانی کے دلائل:

دلیل اول:

مولانا عمر احمد عثمانی "عورت" کی امامت کے قائل ہیں کہ عورت مردوں کی امام بن سکتی ہے اس پر وہ دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ ،حضرت ام ورقہؓ سے روایت ہے کہ:

"حدثنا الحسن بن حماد الحضرمي، حدثنا محمد بن فضيل، عن الوليد بن جميع، عن عبد الرحمن بن خلاد، عن أم ورقة بنت عبد الله بن الحارث، بهذاالحديث، والأول أتم، قال: وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزورها في بيتها وجعل لها مؤذنا يؤذن لها، وأمرها أن تؤم أهل دارها، قال عبد الرحمن: فأنا رأيت مؤذنها شيخا كبيرا"[5]

(حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارثؓ کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر ان سے ملنے جاتے تھے اور ان کے لئے ایک مؤذن مقرر کر دیا تھا جو ان کے لئے اذان دیتا تھا اور آپ ﷺ نے ان کو اہل خانہ کی امامت کی اجازت دی تھی۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے ان کے مؤذن کو دیکھا وہ بہت بوڑھے تھے۔)

استدلال:

مولانا عمر احمد عثمانی اپنے مؤقف پر اس روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ یہ روایت صریح ہے عورت کے امام بننے میں کہ، حضورﷺ نے خود اجازت دی تھی سیدہ ام ورقہؓ کو کہ آپ اپنے اہل خانہ کی امامت کیا کریں،جبکہ اہل خانہ میں مرد بھی آتے ہیں اور عورتیں بھی آتی ہیں،لہذا اس سے ثابت ہوا کہ عورت مردوں کی امامت کروا سکتی ہے۔[6]

دلیل ثانی:

مولانا عمر احمد عثمانی اپنے مؤقف پر دوسری دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ ،میں اکیلا ہی اس بات کا قائل نہیں ہوں بلکہ میرے علاوہ بھی علماء اس بات کے قائل ہیں کہ عورت امام بن سکتی ہےدلیل کے طور پر وہ حضرت امام ابو ثورؒ اور امام طبریؒ کے اقوال پیش کرتے ہیں کہ یہ دونوں بھی اس کے قائل تھے کہ "عورت" مردوں کی امام بن سکتی ہے ،ساتھ ہی ساتھ وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ عمومًا اس پر عمل نہیں ہوا کہ عورتیں مسلمان مردوں کی امام بنی ہوں ۔اس سے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ عورت کا مردوں کی امامت کروانا خلاف اولی ہے ،ناجائز اس کو پھر بھی نہیں کہا جاسکتا ۔[7]

دلیل ثالث:

مولانا عمر احمد عثمانی لکھتےہیں کہ امام ابو ثورؒ اور طبریؒ کی دلیل شاید یہ ہے کہ قرآن وسنت نے صراحتہً منع نہیں کیا ہے ۔[8]

دلیل رابع:

"مولانا عمر احمد عثمانی عورت کی امامت پر ایک عقلی دلیل یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ، حضرات فقہاء کرام نے نابالغ بچےاور فاسق وفاجر آدمی کی امامت کے جواز کا فتوی دیا ہے ،جب یہ لوگ امام بن سکتے ہیں تو ،ایک نیک صالحہ اور پرہیز گار عورت کیوں امام نہیں بن سکتی یہ بات ناقابل فہم ہے۔"[9]

---

[5] امام ابو داود،سلیمان بن الاشعث بن اسحاق(المتوفی: 275ھ)۔ سنن ابی داود۔ بیروت: المكتبة العصرية، صيدا، باب إمامة النساء ،ج: 1،ص: 161،رقم الحديث: 592

[6]عثمانی،عمر احمد۔فقہ القرآن۔کراچی: ادارہ فکر اسلامی،2003ءحقوق نسواں،ج:3،ص:201

[7]عثمانی،عمر احمد۔فقہ القرآن۔کراچی:حقوق نسواں،ج:3،ص:202

[8] ایضاً

[9] ایضاً

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

Vol. 3 No. 6 (June) (2025)

دلیل خامس:

"مولانا عمر احمد عثمانی امام ابو ثور اور طبریؒ کی یہ دلیل نقل کرتے ہیں کہ عام طور پر گھر کا سربراہ مرد ہی ہو تا ہے لیکن اگر اس قابل کوئی مرد نہ ہو یا ہو تو صحیح مگر وہ پاگل ہو یاپھر وہ مرگیاہو تو ایسی صورت حال میں گھر کی سربراہ عورت ہی ہو گی ،اسی طرح عام حالات میں "امامت" مرد ہی کرتے ہیں۔لیکن اگر کوئی مرد اس قابل نہ ہو تو صرف مرد ہو نے کی وجہ سے ایک قابل دیندار اعلی تعلیم یافتہ عورت پر ترجیح نہیں دینی چاہیے"۔[10]

ڈاکٹر حمید اللہ کا موقف:

ڈاکٹر حمید االلہ مرحوم (پیرس) کو خاص اصرار ہے کہ :

"میں اس کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں کہ صرف عورتوں کے لیے امام بنایا گیا تھا۔ حدیث میں یہ الفاظ ہیں "اہلِ خاندان کے لیے""ہل"کے معنی صرف عورتوں کے نہیں ہوتے پھر اس حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے کہ ان کا ایک موذن تھا جو ایک مرد تھا اور مزید تفصیلات بھی ملتی ہیں کہ ان کے غلام بھی تھے۔ ظاہر ہے کہ غلام ان کی امامت میں ہی نماز پڑھتے ہوں گے۔ غرض یہ کہ امامت صرف عورتوں کے لیے نہیں تھی بلکہ مردوں کے لیے بھی تھی"۔[11]

"امامت نسواں " کے عدم جواز پر جمہور ائمہ کے دلائل:

دلیل اول:

قرآن کریم میں اللہ تعالی کاارشادہے:

"اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَاۗءِ "[12]

("مردِ عورتوں پر حاکم ہیں"۔)

علامہ آلوسیؒ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

شأنهم القيام عليهن قيام الولاة على الرعية بالأمر والنهي ونحو ذلك۔۔۔ ولذا خصوا بالرسالة والنبوة على الأشهر، وبالإمامة الكبرى والصغرى، وإقامة الشعائر كالأذان والإقامة والخطبة والجمعة[13]

("مردوں کی شان عورتوں پرامر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور دیگر امور میں بادشاہ کی رعایا پر حکمرانی کی طرح ہے ۔۔۔اسی وجہ سے مردوں کو نبوت،رسالت،امامت کبری (حکمرانی) ،امامت صغری(نماز کی امامت)اور شعائر اسلام مثلاً اذان ،اقامت، خطبہ اور جمعہ کے قائم کرنے لیے خاص کیا گیا ہے"۔)

مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ عورت جس طرح اپنی فطری ونسوانی ساخت کی وجہ سے نبی اور رسول نہیں بن سکتی، اسی طرح مسجدمیں اذان واقامت نہیں کہہ سکتی، جمعہ وعیدین کا خطبہ نہیں دے سکتی اور نہ ہی مردوں کے لئے امام بن سکتی ہے۔

دلیل ثانی:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خير صفوف الرجال أولها وشرها آخرها وخير صفوف النساء آخرها وشرها

---

[10] ایضاً

[11] حمیداللہ،ڈاکٹر۔ خطبات بہاول پور۔ اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ص:376

[12] النساء4: 34

[13] آلوسی،شھاب الدين محمود بن عبد الله (المتوفى: 1270ھ)۔ روح المعاني بيروت: دار الكتب العلمية،1995ء،ج:3،ص: 23

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com
ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol. 3 No. 6 (June) (2025)

أولها[14]

(مردوں کی بہترین صف پہلی ہے اور بری صف آخری ہے، جبکہ عورتوں کی بہترین صف آخری ہے اور بری صف پہلی ہے۔)یعنی مردوں کے قریب ترین)

استدلال:

جمہور آئمہؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں قابل استدلال پہلو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی پہلی صف کو بدترین قرار دیا ہے تو جب وہ مردوں سے آگے بڑھ کر ان کی امامت کروائے گی تو ظاہر ہے کہ شر اور قباحت مزید بڑھ جائے گی۔ اس پر یہ اعتراض قطعاً درست نہیں ہے کہ یہ واقعہ صرف دورِ رسالت کے ساتھ خاص ہے،کیونکہ شریعتِ محمدیہ عالمگیر اور دائمی ہے، اس کی تخصیص دورِ رسالت سے کرنا ٹھیک نہیں۔

دلیل ثالث:

امام نووی ؒ عورتوں کا مردوں کی امامت پر ممانعت سے متعلق ضعیف حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

حديث جابر رواه ابن ماجه والبيهقي بإسناد ضعيف واتفق أصحابنا على أنه لا تجوز صلاة رجل بالغ ولا صبي خلف امرأة حكاه عنهم القاضي أبو الطيب والعبد ري ولا خنثى خلف امرأة ولا خنثى لما ذكره المصنف وتصح صلاة المرأة خلف الخنثى وسواء في منع إمامة المرأة للرجال صلاة الفرض والتراويح وسائر النوافل هذا مذهبنا ومذهب جماهير العلماء من السلف والخلف رحمهم الله وحكاه البيهقي عن الفقهاء السبعة فقهاء المدينة التابعين وهو مذهب مالك وأبي حنيفة وسفيان وأحمد[15]

(کہ ہمارے اصحاب کا اتفاق ہے کہ کسی عورت کے پیچھے بچے اور بالغ مرد کی نماز جائز نہیں ہے، آگے لکھتے ہیں خواہ ممانعت عورت کی امامت مردوں کے لئے فرض نمازسے متعلق ہو یا تراویح سے متعلق ہو یا سارے نوافل سے ۔ یہی ہمارا مذہب ہے اور سلف وخلف میں سے جمہور علماء کا ۔اور بیہقی نے مدینہ کے تابعین فقہائے سبعہ سے بیان کیا ہے اور وہ امام مالک ، امام ابوحنیفہ ، سفیان ، امام احمد اور داؤد ہیں ۔)

[14]امام مسلم، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيری (المتوفی: 261ھ) بیروت : دار احیاء التراث العربی1985ء باب خير الصفوف ،ج:1،ص: 326 ،رقم الحديث: 440

[15]النووی، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف (المتوفى: 676ھ)۔ المجموع شرح المهذب‌بیروت: دار الفکر،1985ء باب صفة الأئمة،ج:4،ص: 255

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 6 (June) (2025)

استدلال:
علامہ نوویؒ نے یہاں ائمہ کا اجماع نقل کیا ہے کہ عورت مردوں کی امام نہیں بن سکتی۔
دلیل رابع:
حضرت علیؓ کی روایت ہے:
"عن علي ابن أبي طالب انه قال لا تؤم المرأة"[16]
("حضرت علیؓ فرماتے ہیں: عورت امامت نہیں کرائے گی"۔)
دلیل خامس:
سنن ابی داؤد میں ہے:
"عن عبد الله، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "صلاة المرأة في بيتها أفضل من صلاتها في حجرتها، و صلاتها في مخدعها أفضل من صلاتها في بيتها"[17]
("حضور ﷺ کا ارشاد ہے عورت کا گھر کے اندر(یعنی دالان میں) نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھری میں نماز پڑھنا کھلے ہوئے مکان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے" ۔)
دلیل سادس:
صحیح ابن خزیمہ میں ہے:
"عن عبد الله، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "إنّ أحبّ صلاة تصليها المرأة إلى الله في أشدّ مكان في بيتها ظلمة"[18]
("حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالی کے ہاں عورت کی سب سے زیادہ پسندیدہ نماز وہ ہے جو عورت اپنے گھر کے پوشیدہ جگہ میں ادا کرے "۔)
2۔ سنن ابن ماجہ کی ایک طویل روایت میں ہے:
"ألا لا تؤمن امرأة رجلا"[19]
(جناب رسول اللہ ﷺنے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت کسی مرد کی امامت نہ کرے۔)
روایاتِ بالا کی دلالت مدعا پر نہایت واضح ہے۔
ابنِ ماجہ وغیرہ نے حضرت جابرؓ سے مرفوعاً اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے موقوفاً روایت کی ہے:"اخروہن من حیث اخرہن اللّٰہ"[20] (عورتوں کو پیچھے رکھو، جیسے اللہ نے ان کو پیچھے رکھا ہے۔) ابن الہمامؒ نے اس روایت کے رفع کو غیر ثابت قرار دیا ہے، تاہم یہ موقوف روایت ایسی ہے، جس میں قیاس کو دخل نہیں ہے، اور حضراتِ فقہاءؒ کے ہاں اس کو تلقی بالقبول بھی حاصل ہے۔ نیز ایک دوسری روایت سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ جب حضرت ام سلیمؓ کے گھر تشریف لے گئے، اور آپﷺ نے حضرت انسؓ، یتیم (ضمیرہ) اور ام سلیمؓ کی امامت کی، تو اس وقت ام سلیمؓ، حضرت انس و یتیم کے پیچھے تنہا

[16]عثمانی،مولانا ظفر احمد۔اعلاء السنن۔کراچی :ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ 1994ء، باب كراهة جماعة النساء، ج:4،ص:242
[17]امام ابو داود،سلیمان بن الاشعث بن اسحاق(المتوفی: 275ھ)۔ سنن ابی داود۔ بیروت: المكتبة العصرية، صيدا، اب ما جاء في خروج النساء إلى المساجد،ج: 1،ص: 156،رقم الحديث: 570
[18]ابن خزیمة،ابو بکر محمد بن إسحاق(المتوفی: 311ھ)۔ صحیح ابن خزیمة۔بیروت: المكتب الإسلامی،1985ء،بَابُ اخْتِيَارِ صَلَاةِ الْمَرْأَةِ فِي أَشَدِّ مَكَانٍ مِنْ بَيْتِهَا ظُلْمَةً،ج: 3،ص: 95
[19]ابن ماجة، محمد بن يزيد القزوینی (المتوفی: 273ھ)۔سنن ابن ماجه۔بیروت: دار إحياء الكتب العربية،1985ء، ج:1،ص: 343،رقم الحديث: 1081
[20]الصنعانی، أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع (المتوفی: 211ھ)۔ المصنف۔ بیروت: المكتب الإسلامی،2005ء،ج: 3،ص: 149،رقم الحديث: 5115

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 6 (June) (2025)

کھڑی ہوئیں۔ [21]

حالانکہ ایک موقع پر صف کے پیچھے تنہا کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والے ایک صاحب کو رسول اللہ ﷺ نے نماز کے اعادہ کا حکم فرمایا تھا۔ معلوم ہوا کہ عورت کو مرد کے پیچھے کھڑا ہونا چاہئے، اور مردوں کی امامت کی صورت میں عورت کا مردوں کے آگے ہونا لازم آئے گا۔

استدلال:

ان دونوں روایات سے معلوم ہوا کہ عورت کی صف ہی مردوں کے پیچھے ہے،چہ جائیکہ وہ امامت کرائے۔

امامت "نسواں"کے عدمِ جواز پر ائمہ اربعہ سے دلائل:

فقہ حنفی:

تمام متقدمین اور متأخرین احناف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مرد کی نماز عورت کے پیچھے جائز نہیں ہے۔

حاشیۃ الطحطاوی میں ہے:

"المرأة تخالف الرجل في مسائل--- ولا تؤم الرجال"[22]

(عورت (کا معاملہ)مرد سے چند مسائل میں مختلف ہے ،ان میں سے ایک یہ کہ عورت مرد کی امامت نہیں کرسکتی۔)

فقہ مالکی:

فقہ مالکی کی کتاب ’’الثمرالدانی شرح رسالۃابن أبی زیدی‘‘ میں ہے

ولا تؤم المرأة في فريضة ولا نافلة لا رجالا ولا نساء" وكما لا تؤم المرأة لا يؤم الخنثى المشكل فإن ائتم بهما أحد أعاد أبدا على المذهب سواء كان من جنسهما أولا--- فاعلم أن الذكورة المحققة شرط في صحة الإمامة۔[23]

(عورت امامت نہیں کراسکتی نہ فرض نمازوں میں اور نہ نفل نمازوں میں ،نہ مردوں کی اور نہ عورتوں کی اور جیسے عورت امامت نہیں کرسکتی ،ایسے ہی خنثی مشکل بھی امامت نہیں کرسکتا،پس اگر کسی نے ان دونوں کی اقتداء کی ،تو ہمیشہ اس (نماز) کا اعاد کرے گا،چاہے ان دونوں کی جنس میں سے ہویا نہ ہو،یعنی عورت یا خنثی مشکل ہو --یہ بات جان لو !مذکر ہونا (مرد ہونا)امامت کی صحت کےلیے شرط ہے۔)

فقہ شافعی:

امام شافعیؒ "کتاب الام"میں لکھتے ہیں:

ولایجوز ان تکون امرأۃ امام رجل فی صلاۃ بحال ابداً۔[24]

(کسی بھی صورت میں کسی بھی نماز میں جائز نہیں ہے کہ عورت مرد کی امامت کرے ۔)

فقہ شافعی کے مشہور امام ،امام نوویؒ لکھتے ہیں:

واتفق أصحابنا على أنه لا تجوز صلاة رجل بالغ ولا صبي خلف امرأة حكاه عنهم القاضي أبو الطيب والعبد ری ولا خنثى خلف امرأة ولا خنثى لما ذكره المصنف وتصح صلاة المرأة خلف الخنثى وسواء في منع إمامة المرأة للرجال صلاة

---

[21] بخاری،محمد بن اسماعیل ۔صحیح بخاری، ج:1،ص:173،رقم الحدیث: 871

[22] الزيلعی، عثمان بن علي بن محجن البارعي (المتوفى: 743 هـ)۔تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق۔ القاهرة: الكبرى الأميرية،1880ء،ل: 1،ص: 118

[23] الأزهری، صالح بن عبد السميع (المتوفى: 1335هـ)۔ الثمر الداني شرح رسالة ابن أبي زيد القيروانی۔ بيروت: المكتبة الثقافية،ن س،ج: 1،ص:147

[24] شافعی، محمد بن إدريس بن العباس بن عثمان (المتوفى: 204هـ)۔ الأم۔ بيروت: دار المعرفة،ج: 1،ص: 191

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 6 (June) (2025)

الفرض والتراويح وسائر النوافل هذا مذهبنا ومذهب جماهير العلماء من السلف والخلف رحمهم الله وحكاه البيهقي عن الفقهاء السبعة فقهاء المدينة التابعين وهو مذهب مالك وأبي حنيفة وسفيان وأحمد وداود[25]

(عورت کی امامت مردوں کے لئے ممنوع ہونے میں فرض، تراویح اور تمام نوافل برابر ہیں، ہمارا اور جمہور فقہأ کرام کا سلفاً وخلفاً یہی مذہب ہے اورامام بیہقیؒ نے بھی مدینہ کے سات تابعین فقہأ سے اسی طرح نقل کیا ہے اور یہی امام مالکؒ ، امام ابوحنیفہؒ، سفیانؒ، امام احمدؒ اور داؤدؒ کا مذہب ہے ۔)

فقہ حنبلی:

فقہ حنبلی کے مشہور عالم ابن قدامہ حنبلیؒ لکھتے ہیں:

لنا قول النبي صلى الله عليه و سلم : [لا تؤمن امرأة رجلا] ولأنها لا تؤذن للرجال فلم يجز أن تؤمهم كالمجنون ---- ولو قدر ثبوت ذلك لأم ورقة لكان خاصا بها بدليل أنه لا يشرع لغيرها من النساء أذان ولا إقامة فتختص بالإمامة لاختصاصها بالأذان والإقامة[26]

(ہماری دلیل نبی ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ: عورت مرد کے لئے امام نہ بنے (اور دوسری یہ دلیل) کہ عورت مردوں کے لئے اذان نہیں دے سکتی، تو مردوں کی امام بھی نہیں بن سکتی، جیساکہ مجنون---- اور اگر ام ورقہؓ کے متعلق مردوں کی جماعت کرانا ثابت مان بھی لیا جائے تو یہ ان کی خصوصیت تھی، جس کی دلیل یہ ہے کہ کسی اور عورت کا اذان واقامت کہنا جائز نہیں، پس اذان واقامت کی طرح امامت کرنا بھی ان کی خصوصیت تھی)

"وَإِنْ صَلَّى خَلْفَ مُشْرِكٍ أَوْ امْرَأَةٍ أَوْ خُنْثَى مُشْكِلٍ، أَعَادَ الصَّلَاةَ،وَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَلَا يَصِحُّ أَنْ يَأْتَمَّ بِهَا الرَّجُلُ بِحَالٍ، فِي فَرْضٍ وَلَا نَافِلَةٍ، فِي قَوْلِ عَامَّةِ الْفُقَهَاءِ، وَقَالَ أَبُو ثَوْرٍ: لَا إعَادَةَ عَلَى مَنْ صَلَّى خَلْفَهَا. وَهُوَ قِيَاسُ قَوْلِ الْمُزَنِيِّ".[27]

امامت ِ"نسواں" کے عدم جواز پراجماع امت سے دلائل:

تمام علمائےامت کا چودہ سو سالہ اجماع ہے کہ عورت مرد کے لئے امام نہیں بن سکتی،چنانچہ علامہ ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

وأجمع العلماء على أن الرجال لا يؤمهم النساء[28]

(علماء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورت مرد کے لئے امام نہیں بن سکتی ہے۔)

جبکہ اس بارے میں علامہ ابن حزمؒ لکھتے ہیں:

"ولا يجوز أن تؤم المرأة الرجل ولا الرجال, وهذا مما لا خلاف فيه"[29]

("تمام علماء کا اتفاق ہے کہ عورت مرد کے لئے امامت نہیں کرسکتی اور اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے"۔)

---

[25] نووی، ابو زکریا محيي الدين يحيى بن شرف (المتوفى: 676هـ)۔ المجموع شرح المهذب۔بیروت: دار الفكر، 1975ء،ج: 4،ص: 255

[26] المقدسی، موفق الدين عبد الله بن احمد بن محمد بن قدامة (المتوفى: 620هـ) الكافي في فقه الإمام احمد۔بیروت: دار الكتب العلمية، 1994ء،ج:1،ص:294

[27] بن قدامة، أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بابن قدامة المقدسي (المتوفى: 620هـ)۔مصر: مكتبة القاهرة 1968،ج:2 2،ص: 146

[28] ابن عبد البر، ابو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد (المتوفى: 463هـ) الاستذكار۔ بیروت: دار الكتب العلمية، 2000ء،ج: 2،ص:79

[29] ا بن حزم، ابو محمد علي بن أحمد بن سعيد (المتوفى: 456هـ)۔ المحلى بالآثار۔ بیروت: دار الفكر،ن س،ج: 2،ص: 167

ام ورقہؓ اپنی قوم کی عورتوں کی امامت کراتی تھیں اس سے دلیل پکڑی جاتی ہے کہ ان کی امامت میں محلے کے مرد اور مؤذن بھی شامل ہواکرتے تھے ۔ یہ غلط بیانی ہے ، ابوداؤد میں صراحت نہیں ہے مگر دارقطنی میں نساء کا لفظ وارد ہے کہ ام ورقہؓ عورتوں کی امامت کراتی تھیں اس میں کوئی مرد شامل نہیں ہوتا تھا حتی کہ مؤذن بھی نہیں ۔ لہذا کسی مسلمان عورت کے لئے روا نہیں کہ وہ مردوں کی امامت کرائے ۔

عورت کی امامت کے جواز سے متعلق"حدیث امّ ورقہ " کا تحقیقی جائزہ:

حدثنا الحسن بن حماد الحضرمي، حدثنا محمد بن فضيل، عن الوليد بن جميع، عن عبد الرحمن بن خلاد، عن أم ورقة بنت عبد الله بن الحارث، بهذاالحديث، والأول أتم، قال: وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزورها في بيتها وجعل لها مؤذنا يؤذن لها، وأمرها أن تؤم أهل دارها، قال عبد الرحمن: فأنا رأيت مؤذنها شيخا كبيرا[30]

(حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارثؓ سے اسی طرح روایت ہے مگر پہلی حدیث مکمل ہے اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر ان سے ملنے جاتے تھے اور ان کے لئے ایک مؤذن مقرر کر دیا تھا جو ان کے لئے اذان دیتا تھا اور آپ ﷺ نے ان کو اہل خانہ کی امامت کی اجازت دی تھی۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے ان کے مؤذن کو دیکھا وہ بہت بوڑھے تھے۔)

مذکورہ بالاحدیث سے استدلال:

اس روایت سے استدلال کیا جاتا ہے کہ ام ورقہؓ کے عمردراز موذن اور ان کے غلام ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، لہذا عورت کے لئے امامت کرانا جائز ہے، حالانکہ اس روایت سے یہ بات ثابت کرنا درست نہیں ہے،کیونکہ جب اس حدیث کے تمام طرق کو مدنظر رکھا جائے،تو یہ بات واضح ہوتی ہےکہ یہ ایک محدود، مقید، مشروط اور مخصوص اجازت تھی، جس کو عمومی شکل دینا جائز نہیں ہے۔

مذکورہ بالاحدیث کےدیگر طرق:

طرق اول:

حدثنا الوليد بن عبد الله بن جميع، قال: حدثتني جدتي، وعبد الرحمن بن خلاد الأنصاري، عن أم ورقة بنت عبد الله بن نوفل الأنصارية، وفيه «وكانت قد قرأت القرآن فاستأذنت النبي -صلى الله عليه وسلم- أن تتخذ في دارها مؤذناً فأذن لها[31]

طرق ثانی:

عن الوليد بن جميع، عن عبد الرحمن بن خلاد، عن أم ورقة بنت عبد الله بن الحارث، بهذا الحديث، والأول أتم، قال: وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزورها في بيتها وجعل لها مؤذنا يؤذن لها، وأمرها أن تؤم أهل دارها[32]

طرق ثالث:

حدثنا أبو نعيم، قال: حدثنا الوليد، قال: حدثتني جدتي، عن أم ورقة بنت عبد الله بن الحارث الأنصاري، وكانت قد جمعت القرآن، «وكان النبي صلى الله عليه وسلم قد أمرها أن تؤم أهل دارها» ، وكان لها مؤذن، وكانت تؤم أهل دارها[33]

طرق رابع:

---

[30]امام ابو داود،سلیمان بن الاشعث بن اسحاق(المتوفی: 275ھ)۔ سنن ابی داود۔ بیروت: المكتبة العصرية، صيدا، اب ما جاء في خروج النساء إلى المساجد،ج: 1،ص: 161،رقم الحدیث: 592

[31]ایضاً،رقم الحدیث:591

[32]ایضاً،رقم الحدیث:592

[33]الشیبانی، أحمد بن محمد بن حنبل (المتوفى: 241ھ)۔ مسند الإمام احمد بن حنبل۔بیروت: مؤسسة الرسالة 2001،ج: 45،ص: 27283

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 6 (June) (2025)

ثنا نصر بن علي، نا عبد الله بن داود، عن الوليد بن جميع، عن ليلى بنت مالك، عن أبيها، وعن عبد الرحمن بن خلاد، عن أم ورقة، أن نبي الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: «انطلقوا بنا نزور الشهيدة» ، وأذن لها أن تؤذن لها، وأن تؤم أهل دارها في الفريضة، وكانت قد جمعت القرآن[34]

طرق خامس:

حدثنا أحمد بن العباس البغوي , ثنا عمر بن شبة، نا أبو أحمد الزبيري , نا الوليد بن جميع , عن أمه , عن أم ورقة , أن رسول الله صلى الله عليه وسلم «أذن لها أن يؤذن لها ويقام وتؤم نساءها[35]

یہ کل پانچ طرق ہوئے، ان میں دارقطنی کی حدیث کے علاوہ باقی تمام طرق میں "تؤم أهل دارها" کی بات مطلق آئی ہے، یعنی حضور اکرمﷺ نے انہیں اہل خانہ کی امامت کا حکم دیا تھا، اب یہ اہل خانہ کون تھے؟ (مرد یا صرف عورتیں)

ابوداؤد کی حدیث میں اس کا ذکر وتعین نہیں ہے، صرف سنن دارقطنی کی مذکورہ حدیث میں اس کی صراحت ہے"وتؤم نساءها" کہ حضور اکرم ﷺنے ام ورقہؓ کو اپنے محلہ کی خواتین کی امامت کا حکم دیا تھا، مردوں کی امامت کا حکم نہیں دیا تھا۔

جب ایک روایت میں اس کی قید آگئی، تو اب بقیہ تمام مطلق روایات کو اسی پر محمول کیا جائے گا، لہذا حدیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ام ورقہ ؓ قبیلے کی خواتین کی امامت کرتی تھیں، مرد اس میں شریک نہیں ہوتے تھےاور شوافعؒ وحنابلہؒ کے نزدیک عورتوں کی امامت عورتوں کے لئے جائز ہے، وہ حضرات اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں، احنافؒ کے نزدیک عورتوں کی امامت عورتوں کے لئے بھی مکروہِ تحریمی ہے۔

متذکرہ روایت کسی طرح بھی دلالت نہیں کرتی ہے کہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا مردوں کی بھی امامت کیا کرتی تھیں، اہل جواز کیا دلیل رکھتے ہیں کہ مذکورہ مؤذن اذان کے بعد ام ورقہؓ کے پیچھے ہی نماز پڑھتے؟اس امکان کو کس بناء پر خارج ذہن کیا کہ وہ کسی مسجد میں جاکر پڑھتے ہوں؟ ہماری علمی فنی وضاحت کے مطابق روایت میں وارد لفظ ’’اہل‘‘ سے ’’خواتین‘‘ مراد ہیں اور ’’دار‘‘ سے ’’محلہ‘‘ مراد ہے۔ محلہ کی خواتین کا مراد بنانا ام ورقہؓ کی وجہ ہے کہ مدار انہیں کیا وہ عورت ہیں لہذا اب مقیس کا خیال مقیس علیہ کے لحاظ سے رہے گا روایت کا مطلب یہ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے ام ورقہؓ کے لیے ایک مرد مؤذن مقرر کیا، جو اذان دیں کہ محلہ کی باقی عورتیں بھی اکٹھی ہوسکیں، اور ام ورقہؓ کے ساتھ نماز پڑھنے کی رعایت و سہولت پالیں، حضرت ام ورقہ ؓ یوں اس تخصیص کے ساتھ اپنے محلہ کی خواتین کی امامت کرتی تھیں۔

رہا عورت کا مردوں کی امامت کرنا، تو رسول اللہﷺ سے اذن و رخصت وجواز کے طور پر کہیں کسی ایک قوی تو درکنار ضعیف سند سے بھی ثابت نہیں۔صحابہ کرام ؓ کے زمانہ میں بھی کسی نے عورت کو اقتداء و نماز میں عورت کو امام بنانے پر عمل نہیں کیا۔

حکم:

اس روایت کا مدار ’’ولید بن جمیع ‘‘اوران کے استاذ ’’عبد الرحمن بن خلاد‘‘’’ولید بن جمیع کی دادی ‘‘ پرہے اور محدثین کرام ؒنے ان پر کلام کیا ہے۔

علامہ منذری ؒ کا کہنا ہے کہ:

في إسناده: الوليد بن جميع، وقد أخرج له مسلم، وفيه مقال[36]

---

[34] ا بن خزيمة، ابو بكر محمد بن اسحاق (المتوفى: 311هـ)۔ صحيح ابن خزيمة۔ بيروت: المكتب الإسلامى، بَابُ إِمَامَةِ الْمَرْأَةِ النِّسَاءَ فِي الْفَرِيضَةِ،ج:،ص:89،رقم الحديث:1676

[35] دارقطنی، ابو الحسن علي بن عمر بن احمد بن مهدى (المتوفى: 385هـ)۔ سنن الدارقطني۔ بيروت: مؤسسة الرسالة 2004ء، باب في ذكر الجماعة وأهلها وصفة الإمام،ج: 2،ص: 21،رقم الحديث: 1084

[36] المنذرى،عبد العظيم بن عبد القوي (المتوفى: 656:) الرياض: مكتبة المعارف ،2010ء،ج:2،ص؛318

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 6 (June) (2025)

(اس کی سند میں ''ولید بن جمیع ''ہےاور امام مسلم نے ان سےروایت نقل کی ہے (لیکن)ان کے بارے میں کلام ہے۔)

علامہ عقیلی لکھتےہیں:

الوليد بن عبد الله بن جميع الزهري في حديثه اضطراب[37]

(ولید بن وکیع کی روایت میں اضطراب ہے۔)

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

وفي إسناده عبد الرحمن بن خلاد وفيه جهالة[38]

اس حدیث کی سند میں عبدالرحمن بن خلاد راوی ہے اور وہ مجہول الحال ہے۔)

علامہ ابن القطان فرماتے ہیں:

وأستبعد عليه تصحيحه، فإن حال عبد الرحمن بن خلاد مجهولة، وهو كوفي، وجدة الوليد كذلك لا تعرف أصلا[39]

(اس حدیث کو صحیح قراردینا مستبعد ہے ،کیونکہ عبدالرحمن بن خلاد مجہول ہے اورولید کی دادی بھی اسی طرح ہے ،اس کی بھی اصل معلوم نہیں ہے۔)

جمہور ائمہؒ کی طرف سے جوابات:

جواب اول:

بعض اربابِ علم فرماتے ہیں، کہ اس روایت سے استدلال اس لیے صحیح نہیں ہے، کہ اس کی سند میں ولید بن جُمیع اور عبدالرحمن بن خلاد راوی ہیں، ان میں ولید بن جمیع ضعیف راوی ہے، اور عبدالرحمن بن خلاد مجہول الحال راوی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ولید بن جمیع ضعیف راوی نہیں ہے؛ بلکہ متکلم فیہ راوی ہے؛ کیونکہ کئی ائمہ جرح و تعدیل[40] نے ان کی توثیق بھی کی ہے ۔ اور عبدالرحمن بن خلاد کو ابن حبان نے" کتاب الثقات" میں ذکر کیا ہے؛ البتہ ابوالحسن بن القطان نے مجہول الحال قرار دیا ہے۔[41]

جواب ثانی:

یہ روایت اس بات پر کسی طرح بھی دلالت نہیں کرتی ہے کہ حضرت ام ورقہؓ ان دونوں مردوں کی بھی امامت کرتی تھیں، کیونکہ یہ کچھ ضروری نہیں، کہ مؤذن اذان کے بعد ان ہی کے پیچھے نماز پڑھتے ہوں، ممکن ہے، مسجد میں جاکر پڑھ لیتے ہوں، اسی طرح غلام بھی مسجد میں جاکر پڑھتے ہوں، اور روایت میں وارد لفظ ''اہل'' سے ''خواتین'' مراد ہیں اور ''دار'' سے ''محلہ'' مراد ہے۔ صحیح بخاری کی مختلف روایات میں بھی لفظِ ''دار'' محلہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے[42]) چنانچہ بذل المجہود،میں ''اہل دارہا'' کے تحت لکھا ہے: ای نساء المحلة،[43]یعنی محلہ کی خواتین۔ اب روایت کا مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے ایک مؤذن مقرر کیا، کہ وہ ام ورقہؓ کے لیے اذان دیں، تاکہ محلہ کی عورتیں اکٹھی ہوں، اور ام ورقہ کے ساتھ نماز پڑھیں، اس لحاظ سے حضرت ام ورقہؓ اپنے محلہ کی خواتین کی امامت

---

[37]العقيلي، أبو جعفر محمد بن عمرو بن موسى (المتوفى: 322هـ)۔ الضعفاء الكبير۔ بيروت: دار المكتبة العلمية، 1984ء ، ج:4،ص: 317،رقم الحديث: 1918

[38]عسقلانی، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد (المتوفى: 852هـ)۔ تہذیب التہذیب ۔بیروت: دار الكتب العلمية ، 1989ء،ج:2،ص:68،رقم الحديث:556

[39]ابن القطان، علي بن محمد بن عبد الملك الكتامي (المتوفى : 628هـ)۔ بيان الوهم والإيهام في كتاب الأحكام۔ الرياض: دار طيبة 1997ء،ج:5،ص:23

[40]عسقلانی، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد (المتوفى: 852هـ)۔ تہذیب التہذیب ۔بیروت: دار الكتب العلمية ،ج:9،ص:154-155

[41] ایضاً،تہذیب التہذیب۔ج:5،ص: 81

[42] امام بخاری،محمد بن اسماعیل۔صحیح بخاری۔ج:2،ص:125،رقم الحديث: 1481

[43]سہارن پوری،مولانا خلیل احمد(المتوفی1927ء)بذل المجہود۔بیروت:دارالکتب العلمیہ،2014ء،ج:4،ص:209

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 6 (June) (2025)

کرتی تھیں۔

جواب ثالث:

اگر عورت کا مردوں کی امامت کرنا جائز ہوتا، تو کم از کم ایک آدھ مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے بیانِ جواز کے طور پر ثابت ہونا چاہیے تھا، حالانکہ ایسا نہیں ہے (مذکورہ بالا روایت سے جواز ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ واضح ہوچکا) نیز حضرات صحابہ کرام ؓ کے زمانہ میں بھی کسی نے اس پر عمل نہیں کیا۔ اگر رسول اللہ ﷺ سے اس طرح کی بات ثابت ہوتی، تو صحابہ کرام ؓ کے زمانہ میں کوئی تواس پر عامل پایا جاتا۔

اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں کے حقوق واختیارات کی رعایت کی ہے ،کہیں بھی انہیں اجر وثواب سے ، عمل ومحنت سے ، جودوسخا سے ، زہدوورع سے اور عبادت ومعاملہ سے نہیں روکا ہے مگر جس طرح اللہ نے عورت کی جسمانی ساخت اور بعض فطری اوصاف مردوں سے جداگانہ رکھے ہیں اسی طرح عبادات واحکام سے لیکر حقوق ومعاملات تک بعض مسائل میں فرق رکھا ہے جو ان کے شایان شان ہے۔

گواہی میں دو عورت ایک مرد کے قائم مقام ہے ، میراث میں مردوں کے آدھا ہے ، عورت مکمل پردہ اور مرد کے لئےصرف ناف سے گھٹنہ تک سترہے ۔مرد بیک وقت چار شادی کر سکتاہے مگر عورت ایک وقت میں صرف ایک مرد کی زوجیت میں رہے گی ۔ عورت کے لئے ریشم وسونا حلال ہے اور یہی چیز مردوں پر حرام ہے ۔ عورت پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ، نہ ہی جماعت سے مسجدحاضر ہونا لازم ہے بلکہ اس کی افضل نماز گھر میں ہے ۔ ان سارے فرقوں کے ساتھ مردوزن میں عبادات ومعاملات کی بہت ساری چیزوں میں مساوات پایا جاتا ہے مثلا وضو، غسل، نماز ،روزہ، حج ،زکوۃ ۔ ان میں صرف بعض احکام میں فرق ہے اور اکثر چیزیں مماثل ہیں ۔ اللہ کا فرمان ہے:

"وَلا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيماً"[44]

(اور اس چیز کی آرزو نہ کرو جس کے باعث اللہ تعالی نے تم میں سے بعض کو بعض پر بُزرگی دی ہے ۔ مردوں کا اس میں سے حصّہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے ان میں سے حصّہ ہے جو انہوں نے کمایا ، اور اللہ تعالی سے اس کا فضل مانگو، یقیناً اللہ ہرچیز کا جاننے والا ہے ۔)

مردہی عورتوں کا سربراہ ہے اورجس طرح دنیاوی معاملات میں عورت مرد کی سربراہ نہیں ہوسکتی اسی طرح نماز میں بھی وہ امام وپیشوا نہیں بن سکتی ۔ مسجد میں عورتوں کی حاضری صرف مقتدی کی حیثیت سے ہوتی ہے اور عورتوں کے لئے الگ سے کوئی مسجد قائم نہیں ہوسکتی ہے ۔ مسجد میں حاضری کے مزید اصول یہ ہیں کہ جن سے فتنے کااندیشہ ہو وہ عورتوں کے لئے ممنوع ہے مثلا عطر لگاکر آنا، آواز نکالنا حتی کہ امام کی غلطی پر تنبیہ کرنے کے لئے آواز نہیں نکالنا ہے بلکہ ایک ہاتھ دوسرے پر مارنا ہے۔عورتوں کا اول صف میں ہونا شر اورآخری صف میں ہونا خیرہے۔

جہاں تک حدیث کے الفاظ ''اہل دارھا'' کا تعلق ہے تو بعض روایات میں نساء اھل دارھا کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

"وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيّ: إِنَّمَا أَذِنَ لَهَا أَنْ تَؤُمّ نِسَاءَ أَهْلِ دَارِهَا قَوْلُهُ"[45]

[44] النساء4 :32

[45] لشوكاني، محمد بن علي بن محمد بن عبد الله (المتوفى: 1250هـ)۔ نيل الأوطار۔ مصر: دار الحديث 1993ء،ج:3،ص: 196

مردوں کے لیے عورت کی امامت کے قائلین کا اصل استدلال یہ ہے کہ چونکہ حضرت ام ورقہؓ کے لیے ایک موذن مقرر تھا لہٰذا اس سے متبادر ہوتا ہے کہ وہ ان کی امامت ہی میں نماز پڑھتا ہو گا۔ لیکن یہ استدلال بوجوہ درست نہیں۔

۱۔ حدیث میں اس کا کہیں کوئی ذکر نہیں کہ موذن نے حضرت ام ورقہؓ کی زیرِ امامت نماز ادا کی۔

۲۔ بالفرض والمحال اگر تسلیم کر لیا جائے کہ موذن نے حضرت ام ورقہؓ کی زیرِ امامت نماز پڑھی تو آخر ان کا مقام صلوٰۃ کیا تھا، کیا وہ عورتوں کے پیچھے کھڑے ہوئے؟

۳۔ عورتوں کے برابر کھڑے ہوئے؟

۴۔ عورتوں سے کنارے الگ کھڑے ہوئے؟

۵۔ یا حضرت ام ورقہؓ سے آگے کھڑے ہوئے؟

ان میں سے ہر صورت ناممکن ہے اور نماز کو فاسد کرنے والی ہے۔

اس کے برعکس سنن ابی دائود، کتاب الصلوٰۃ، باب اذا کانوا ثلاثۃ کیف یقومون کی ایک حدیث ہے:

> "حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ کو ان کی دادی ملیکہ نے کھانے پر بلایا جس کو خود انہوں نے آپ ﷺکے لیے تیار کیا تھا۔ آپ ﷺنے کھانا کھا کر نماز پڑھی اور فرمایا: کھڑی ہو جائو میں تم کو نماز پڑھا رہا ہوں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں اٹھا اور ایک پرانا بوریا جو پڑے پڑے کالا ہو گیا تھا، اس پر پانی ڈالا۔ آپ ﷺاس پر کھڑے ہوئے اور میں اور (میرا بھائی) یتیم آپ ﷺکے پیچھے کھڑے ہو گئے اور ملیکہ پیچھے کھڑی ہوئیں۔ پھر آپﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں اور فارغ ہو گئے"۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عورت اپنے سگے رشتہ دار کے برابر بھی کھڑی ہو کر نماز ادا نہیں کر سکتی بلکہ اس کا مقامِ صلوٰۃ بہرصورت مردوں کے پیچھے ہے۔

حاصل کلام وہ مسجد جہاں مرد و زن ایک دوسرے سے شانے ملائے ایک عورت کی اقتدا میں اپنے سر بارگاہِ ایزدی میں جھکانا چاہتے ہوں، مسجد کے سوا سب کچھ ہو سکتی ہے اور اس دیوار گیر عمارت میں جو رسمِ عبادت ادا کی جائے گی وہ نماز کے سوا سب کچھ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اسلامی اعمال اپنے عاملین سے صرف ظاہری حرکات و سکنات کی تکمیل ہی نہیں چاہتے بلکہ باطنی رفعت کی جستجو کا تقاضا بھی کرتے ہیں۔

سوشل میڈیا پہ کئی دفعہ عورت کا مردوں کی امامت کرنے کی تصویر دیکھنے کو ملی مگر تصنع بھری دنیا میں اس قسم کی چیزوں پر اعتبار مشکل سے ہوتا ہے البتہ دو مواقع پر خبروں کے مطابق عورتوں کا مردوں کی امامت کا معاملہ سامنے آیا تھااور اس پرعالم اسلام کی جانب سے سخت نقد وتبصرہ بھی کیا گیا تھا۔

پہلا موقع:

جب افریقہ نژاد نومسلمہ ڈاکٹر امینہ ودود نے نیویارک میں سوسے زائد لوگوں کی امامت کرائی تھی جس میں مرد وعورت اور بچے شامل تھے ۔[46]

دوسرا موقع:

جب کینیڈا میں راہیل رازا نامی عورت نے آکسفورڈ سٹی کے ایک اسلامی مرکز میں نمازجمعہ پڑھائی تھی ، اس میں بھی عورت ومرد شامل تھے ۔

تیسرا موقع:

---

[46] https://www.bbc.com/urdu/regional/story/2005/03/050318_amina_friday_prayers

ابھی اخبارات کی سرخیوں میں ایک تیسرا موقع سامنے آیا ہے جب کسی مسلم خاتون نے مردوں کی امامت کرائی ہے ۔ خبروں کے مطابق قرآن وسنت سوسائٹی کی جنرل سیکریٹری 34 سالہ مسلم خاتون جمیتہ نے کیرلا کے مسلم اکثریتی ضلع میں عورت ومرد کی نماز جمعہ میں امامت کرائی ہے جس میں عورت ومرد کی تعداد اسی کے قریب تھی ۔[47]

جمیتہ نے جس طرح اخباری نمائندوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ قرآن مساوات کی تعلیم دیتا ہے اور عورت کو کہیں بھی امامت کرنے سے نہیں روکا ہے ،کچھ ایسی ہی بات ڈاکٹر امینہ ودود نے بھی اپنے ایک انٹرویو میں کہی تھی ۔ گویا کہ عورت کی امامت کرنے کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ عورت ومرد میں مساوات پایا جاتا ہے اور اسلام نے عورتوں کوامامت کرنے سے نہیں روکاہے ۔

یہ کہنا کہ عورت ومرد میں مکمل مساوات ہے یہ ٹھیک نہیں ہے ،یہی فطرت ہے جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ فطرت سے بغاوت کرتا ہے اور ساری دنیا مل کر بھی جتنی طاقت لگالے عورت ومرد میں مکمل یکسانیت پیدا نہیں کی جاسکتی ۔ حیض عورت کو ہی آئے گا مرد کو نہیں ، بچہ عورت ہی پیدا کرے گی مرد نہیں ،حمل عورت کا خاصہ ہے مرد کا نہیں اور ساخت کا جو فرق ہے اپنی جگہ مسلم ہے بڑے سے بڑا سائنس دان اس فرق کوختم نہیں کرسکتا۔مغربی ممالک میں مساوات کے علم برداروں نے کتنے مردوں کو داڑھی اگنے سے روک لیا یا کتنی عورتوں کے چہرے پر ڈارھی کے بال اگائے ؟ کس کس چیز میں مساوات قائم کریں گے ؟ مر جائیں گے مگر فطرت کو بدل نہیں سکتے ۔اور جوسکون ازدواجی زندگی میں مرد کو عورت سے ہے اسی سبب ہے کہ مرد مرد ہے اور عورت عورت۔

انھوں نے یہ اقدام بقولِ خود اسلئے اٹھایا ہے، تاکہ خواتین اور مردوں میں مساوات قائم ہو۔ دیکھئے ایڈورڈ ولیم لی نے قرآن کے منتخب حصوں کاانگریزی ترجمہ تیار کیا تھا، جو پہلی بار ۱۸۴۳/ میں لندن سے چھپا تھا، اس کے دیباچہ میں انگریز مستشرق نے لکھا تھا، کہ اسلام کا سب سے کمزور پہلو اس کا عورت کو کم تر درجہ دینا (Degradration of women) ہے، اس کے بعد سے اب تک یہ بات بار بار دہرائی گئی ہے، اور اس قدر عام ہوئی، کہ نہ صرف اسلام کے کھلے دشمن اس کو دہراتے ہیں، بلکہ اسلام کا اعتراف کرنے والے نسبتاً منصف مزاج مؤرخین اور خود کو روشن خیال کہلوانے والے مسلمان بھی اس کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں، جیسے کہ وہ کوئی ثابت شدہ واقعہ ہو؛ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس الزام کے بالکل برعکس اسلام نے عورت کے مقام ومرتبہ کو بڑھایا اور بلند کیا ہے۔ اسلام سے قبل پوری دنیا میں عورتوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے جارہے تھے، اسلام نے صنفِ نازک کے ساتھ روارکھی جانے والی ظالمانہ رسموں کا یکسر خاتمہ کردیا، اوراس کو وہ تمام انسانی حقوق دئیے، جو مردوں کوحاصل ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ "[48]

(عورتوں کے حقوق مردوں کے ذمہ ایسے ہی واجب ہیں، جیسے مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں۔)

---

[47] https://www.urdunews.com/node/196151/%D8%AE%D8%A8%D8%B1%DB%8C%DA%BA/%D8%A7%D9%86%DA%88%DB%8C%D8%A7/%DA%A9%DB%8C%D8%B1%D8%A7%D9%84%DB%81-%D9%85%DB%8C%DA%BA-%D8%AE%D8%A7%D8%AA%D9%88%D9%86-%D9%86%DB%92-%DA%A9%DB%8C-%D9%86%D9%85%D8%A7%D8%B2-%D8%AC%D9%85%D8%B9%DB%81-%DA%A9%DB%8C-%D8%A7%D9%85%D8%A7%D9%85%D8%AA

[48] البقرہ2 : 228

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 6 (June) (2025)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا، وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا "[49]

("سنو! بلاشبہ تمہارے اپنی بیویوں پر حقوق ہیں، اور تمہاری بیویوں کے تم پر حقوق ہیں")

ہاں ! یہ ضروری نہیں، کہ دونوں کے حقوق صورتاً بھی متماثل و متساوی ہوں؛ کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک کی فطرت مختلف اور جداگانہ ہے، اور یہ فطرت کا تفاوت مصلحت اور حکمت پر مبنی ہے۔ نظامِ عالم، انسانی فطرت اور خود عورتوں کی مصلحت کے تقاضا کی وجہ سے مردوں کو ایک گونہ تفوق و فضیلت دی گئی ہے، اس میں مردوں کی سعی و عمل یا عورتوں کی کوتاہی و بے عملی کا کوئی دخل نہیں، لہٰذا اس میں نہ عورت کی کسرِ شان ہے، نہ اس کا کوئی نقصان ہے، چنانچہ اسی خداداد تفوق و فضیلت کے پیشِ نظر اور تقسیم کار کے اصول پر نبوت، امامت، قضا، حدود و قصاص وغیرہ میں شہادت، عام حالات میں قتال کا وجوب، جمعہ اور عیدین کاوجوب، اذان اور خطبہ وغیرہ امور مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور ایک صنف کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جو امر مخصوص کیا ہو، دوسرے کو اس کے حصول کی تمنا کرنے سے روکا ہے، ارشادِ باری ہے:

"وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ"[50]

("اور نہ آرزو کرو تم اس چیز کی کہ فضیلت بخشی ہے اللہ تعالیٰ نے اس چیز کے ذریعہ تم میں سے بعض کو بعض پر "۔)

البتہ امورِ آخرت اور رضاءِ الٰہی کا تمام تر مدار ایمان اور اعمالِ صالحہ پر ہے، وہاں درجات کی ترقی و تنزل، ایمان اور عمل کے درجات کے مطابق ہوتا ہے، اس لیے امورِ آخرت میں یہ ضروری نہیں، کہ مردوں ہی کا درجہ عورتوں سے بلند رہے، یہ بھی ہوسکتا ہے، اور آیاتِ کریمہ و روایاتِ صحیحہ کی تصریح کے مطابق ایسا ہوگا بھی، کہ بعض عورتیں اپنی طاعت و عبادت کے ذریعہ بہت سے مردوں پر فائق ہوجائیں گی، ان کا درجہ بہت سے مردوں سے بڑھ جائے گا۔الغرض مذہبِ اسلام نے عورت کے مرتبہ کو بڑھایا ہے؛ بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ عورت کی عزت اور اس کے حق کا تخیل ہی انسان کے دماغ میں اسلام کا پیدا کیا ہوا ہے، آج "حقوقِ نسواں"کاجو لفظ گردش کر رہا ہے ، یہ سب اسی انقلاب انگیز صدا کی باز گشت ہے، جو محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان سے بلند ہوئی تھی۔ واقعہ یہ ہے، کہ انسانی تاریخ میں صرف دو تہذیبیں ہیں، جنھوں نے عورت کے مرتبہ کو گھٹایا، ایک قدیم مشرکانہ تہذیب، اور دوسری جدید ملحدانہ تہذیب، اوّل الذکر نے نظری اور عملی دونوں حیثیت سے، اور ثانی الذکر نے عملی حیثیت سے۔ چنانچہ جدید مغربی تہذیب نے نظری طور پر بظاہر عورت کا درجہ بلند کرنے کا اعلان کیا، اس نے کہا کہ عورت اور مرد دونوں ہر حیثیت سے برابر ہیں، مگر یہ بات بدیہی ہے، کہ ہر ہر معاملہ میں مساوات نہ ہوسکی ہے اور نہ ہوسکتی ہے، برابری کے خوبصورت دعووں کے باوجود زندگی کے تمام جدید شعبوں میں عورت کا درجہ مرد سے کم ہے۔ مساوات اور برابری کا ڈھنڈورا پیٹنے والے مغربی ممالک کی کتنی عورتیں آج تک صدر یا وزیرِ اعظم بنیں؟ کتنی خواتین کوجج بنایاگیا؟ کتنی عورتوں کو دوسرے بلند مناصب کا اعزاز نصیب ہوا؟ اعداد و شمار جمع کیے جائیں، توایسی عورتوں کا تناسب بمشکل چند فی لاکھ ہوگا۔ مغربی مساوات (جس قدر بھی ہے، وہ) باہر ہی سے دیکھی جارہی ہے، کبھی اندر سے دیکھی جائے تو رونگٹے کھڑے ہوجائیں۔ لہٰذا صرف لفظ "مساوات"پر اڑے رہنا دانش مندی نہیں ہے؛

---

[49] ترمذی، محمد بن عیسی بن سَوْرة (المتوفى: 279ھ) جامع الترمذی۔ مصر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، 1975ء باب ما جاء في حق المرأة على زوجها،ج:3،ص: 459،رقم الحديث: 1163

[50] النساء4: 32

بلکہ ’’مساوات‘‘ کے صحیح مفہوم پر غور ہونا چاہئے۔

ابوثور ، مزنی اور امام طبری کی طرف منسوب قول کی حقیقت:

ان ائمہ کی طرف منسوب اقوال کی حقیقت یہ ہے کہ ابوثور، مزنی اور امام طبری کی طرف منسوب اس قول کہ "عورت، عورتوں کے علاوہ مردوں کی امامت بھی کروا سکتی ہے۔"کی حقیقت کیا ہے ؟اور ان ائمہ کی طرف اس قول کی نسبت کس حد تك درست اور ان کےکلام کا صحیح مفہوم کیا ہے ؟

فقہا کی اس سلسلہ میں عبارات کے تناظر میں غور کیا جائے تو واضح ہو تا ہے کہ ان کی طرف اس قول کی نسبت بے محل اور غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔

امام ابن قدامہ نے اصل حقیقت کو واضح کردیا ہے ، فرماتے ہیں:

أما المرأة فلا يصح أن يأتم بها الرجل بحال في فرض ولانافلة في قول عامة الفقهاء وقال أبوثور: لا إعادة على من صلى خلفها وهو قياس قول المزني

"عام فقہا کا مسلك یہ ہے کہ عورت کسی بھی صورت میں مردوں کی امامت نہیں کروا سکتی، نہ فرض نماز میں اور نہ نفل نماز میں، البتہ ابوثور کا موقف یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عورت کے پیچھے نما زپڑھ لے تو اس کے لئے نماز کو لوٹانا ضروری نہیں ہے۔ اور مزنی کا بھی یہی نقطہ نظر ہے جوکہ انہوں نے (امام شافعیؒ کے قول پر) قیاس کرتے ہوئے اختیار کیا ہے۔"

توابوثور اور مزنی کے قول کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ جو شخص بھول کر یا غلطی سے عورت کے پیچھے نماز پڑھ لے، اسے معلوم نہ ہو کہ امام عورت ہے تو اس کے لئے نماز کو لوٹانا ضروری نہیں ہےچنانچہ ابن قدامہ ؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقال أبو ثور والمزني: لا إعادة على من صلىّ خلفه وهو لا يعلم لأنه ائتم بمن لا يعلم حاله فأشبه ما لو ائتم بمحدث

"ابوثور نے فرمایا ہے کہ جس نے نادانستہ اس(عورت، مشرك یا مخنث مشکل) کی اقتدا میں نما زپڑھ لی، اس کے لئے نماز کو لوٹانا ضروری نہیں ہے، کیونکہ اس نے اس کی اقتداکی ہے جس کی حالت کا اسے علم نہیں۔ تو اس کا حکم بھی اس شخص کی طرح ہے جو بے وضو امام کی اقتدا کرتا ہے ۔"

ثابت ہوا کہ مزنی کی طرف عورت کے لئے مرد کی امامت کے جواز کا قول منسوب کرناغلط ہے۔ جس نے ان کی طرف یہ قول منسوب کیا ہے ، اسے دراصل اس قول: إن كل من صحتْ صلاته صحت أمامتُه سے غلط فہمی ہوئی ہے ،حالانکہ یہ ایك عمومی قاعدہ ہے۔

جہاں تك ابن جریر کی طرف اس قول کی نسبت کا تعلق ہے تو انہوں نے اپنی کسی کتاب میں اس کی تصریح نہیں کی،البتہ ابن رشد نے بداية المجتهد میں ابن جریر اور مزنی کی طرف اس قول کو منسوب کرتے ہوئے اسے شاذ قرار دیا ہے ۔

نیز یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ طبری دو اشخاص ہیں، ایك اہل سنت میں سے ہے اور دوسرا شیعہ ہے۔لہٰذا یہ تعین بھی ضروری ہے کہ یہ ابن جریر طبری شیعہ ہے یا سنی؟

قرین قیاس بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ ابن جریر شیعہ ہے، کیونکہ عورت کی امامت شیعہ کے ہاں جائز ہے نیز یہ بات بھی ثابت ہوچکی ہے کہ اس حدیث کا مرکزی راوی الولید بن عبداللہ جمیع شیعہ ہے تو کوئی بعید نہیں ہے کہ یہ ابن جریر بھی شیعہ ہو۔

چنانچہ حقیقت یہی معلوم ہوتی ہے کہ عورت کی امامت کے جواز کا قائل ابن جریر شیعہ ہے۔ بالفرض اگر ان سے یہ قول ثابت ہو بھی جائے تو تب بھی یہ شاذ ، صحیح احادیث اور جمہور اُمت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل التفات ہے۔

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 6 (June) (2025)

دوطرفہ دلائل کا محاکمہ
امامت نسواں کے مسئلہ پر بیان کردہ دلائل کا بغور جائزہ لینے سے جمہور آئمہ ؒ کا مؤقف کئی اعتبار سے مضبوط معلوم ہو تا ہے اور مولانا عمر احمد عثمانی کا مؤقف دلائل کی رو سے بہت کمزور معلوم ہو تا ہے ۔اس لیے کہ چودہ سوسال سے امت میں کبھی بھی اور کسی بھی جگہ میں ایسا کرنا ثابت نہیں ہے ،اس اعتبار سے عثمانی صاحب کا مؤقف متروک،شاذاور ناقابل عمل معلوم ہو تا ہے ۔ شرعی نقطئہ نظر سے عورت کا خواتین کے لئے امام بننا حضرات ائمہ اربعہ ؒ کے درمیان مختلف فیہ مسئلہ ہے، مگر عورت کا مردوں کے لئے امام بننا باتفاقِ ائمہ اربعہ ناجائز ہے؛ البتہ ابن رسلان اور صاحبِ منہل کی تصریح کے مطابق داودظاہری، ابوثور، مزنی اور طبری کے نزدیک جائز ہے۔
عورت کا مرد کے لئے امام بننا قرآن، حدیث اور اجماع امت ہر ایک کے خلاف ہے اوراثبات "امامت نسواں" میں ذکرکردہ روایت کی سند اور متن میں شدیداضطراب ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس حدیث کو عورت کا مردوں کی امامت کرنے کےجواز پر دلیل بنانا درست معلوم نہیں ہوتا،جیسا کہ تفصیلاً ذکر ہوا ، اگر بالفرض اس حدیث کو صحیح مان بھی لیاجائے تب بھی زیادہ سے زیادہ اس حدیث سے "عورت کاعورتوں کی امامت کرنا" ثابت ہوگا، جبکہ، وہ بھی آئمہ ؒ کے درمیان مختلف فیہ مسئلہ ہےجبکہ اہم ترین معاملات میں ذمہ دار ہمیشہ مرد رہے ہیں:
مندرجہ ذیل امور ہمیشہ مردوں نے ہی سر انجام دئے ہیں :
1۔ استخلاف: اگرکسی امام نے نماز میں عورت کو اپناخلیفہ بنادیا توامام کی اوراس کے سب مقتدیوں کی خواہ مردہوں یاعورت اوراس عورت کی جس کوخلیفہ بنایاہے سب کی نماز فاسد ہوجائے گی ۔ اذااستخلفہا الامام وخلفہ رجال ونساء فتفسد صلوٰۃ الکل [51]
2۔ولایت نکاح: بچہ بحالت حمل کم وبیش نوماہ شکم مادر میں رہتاہے ،پھر دوبرس وہ اس کو خون جگر(دودھ) پلاتی ہے ، اوراس کی تمام ضروریات پوری کرتی ہے ، اس کے باوجود ولایت نکاح باپ کوحاصل ہے ، الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ بلاتوسط انثیٰ [52]
3۔ امیرسریہ: حضرت نبی اکرم ﷺ نے متعدد مرتبہ جہاد کی جماعتوں کو بھیجا ،کبھی ان کاامیر کسی عورت کو نہیں بنایا ،بلکہ ہمیشہ مردوں کو امیر بنایاہے۔4۔نائب:متعدد مرتبہ بنفس نفیس جہاد میں تشریف لے گئے اوراپنی طرف سے اپنانائب مدینہ طیبہ میں مردوں کو بنایاکبھی کسی عورت کونہیں بنایا 5۔امیرالحج: حج کے لئے جب جماعتیں گئیں توامیر الحج کبھی کسی عورت کو مقرر نہیں فرمایا ۔[53]
6۔ ختم معاہدہ کااعلان :مشرکین کامعاہدہ ختم اور ان کو بحالت شرک حج سے ممانعت کااعلان کرنے کے لئے عورت کو تجویز نہیں فرمایا ،بلکہ مردوں کو تجویز فرمایا ۔[54]

---

[51] ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبد العزیز عابدین (المتوفى: 1252ھـ) رد المحتار على الدر المختار۔ بیروت: دار الفکر 1992ء،ج: 1،ص: 565
[52] ایضاً،ج:3،ص:65
[53] ایضاً
[54] ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبد العزیز عابدین (المتوفى: 1252ھـ) رد المحتار على الدر المختار۔ بیروت: دار الفکر 1992ء،ج: 1،ص: 570

مصادر ومراجع

❖ القرآن الكريم
❖ التعليق المغنی شرح سنن الدار قطنی۔
❖ عثمانی،عمر احمد۔فقہ القرآن۔کراچی: ادارہ فکر اسلامی،2003ء۔حقوق نسواں۔
❖ عثمانی،مولانا ظفر احمد۔اعلاء السنن۔کراچی :ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ 1994ء،باب صفۃ الامام،ج: 4،ص:229
❖ امام ابو داود،سلیمان بن الاشعث بن اسحاق(المتوفی: 275ھ)۔ سنن ابی داود۔ بیروت: المكتبة العصرية، صيدا، باب إمامة النساء ،ج: 1،ص: 161،رقم الحدیث: 592
❖ ڈاکٹر حمیداللہ ،خطبات بہاول پور ،ادار تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ص:376
❖ آلوسی،شہاب الدین محمود بن عبد اللہ (المتوفی: 1270ھ)۔ روح المعاني ۔بیروت: دار الكتب العلمية،1995ء،ج: 3،ص: 23
❖ امام مسلم، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيری (المتوفی: 261ھ) بیروت : دار احیاء التراث العربی1985ء باب خیر الصفوف ،ج:1،ص: 326 ،رقم الحدیث: 440
❖ النووی، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف (المتوفی: 676ھ)۔ المجموع شرح المهذب۔بیروت: دار الفكر،1985ء باب صفة الأئمة،ج:4،ص: 255
❖ امام ابو داود،سلیمان بن الاشعث بن اسحاق(المتوفی: 275ھ)۔ سنن ابی داود۔ بیروت: المكتبة العصرية، صيدا، اب ما جاء في خروج النساء إلى المساجد،ج: 1،ص: 156،رقم الحدیث: 570
❖ ابن خزيمة،ابو بكر محمد بن إسحاق(المتوفی: 311ھ)۔ صحیح ابن خزیمۃ۔بیروت: المكتب الإسلامی،1985ء،بَابُ اخْتِيَارِ صَلَاةِ الْمَرْأَةِ فِي أَشَدِّ مَكَانٍ مِنْ بَيْتِهَا ظُلْمَةً،ج: 3،ص: 95
❖ ابن ماجة، محمد بن يزيد القزوينی (المتوفی: 273ھ)۔سنن ابن ماجہ۔بیروت: دار إحياء الكتب العربية،1985ء، ج:1،ص: 343،رقم الحدیث: 1081
❖ الصنعانی، أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع (المتوفی: 211ھ)۔ المصنف۔ بیروت: المكتب الإسلامی،2005ء،ج: 3،ص: 149،رقم الحدیث: 5115
❖ بخاری،محمد بن اسماعیل ۔صحیح بخاری، ج:1،ص:173،رقم الحدیث: 871
❖ الزيلعی، عثمان بن علي بن محجن البارعی (المتوفی: 743 ھ)۔تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق۔ القاهرة: الكبرى الأميرية،1880ء،ل: 1،ص: 118
❖ الأزهری، صالح بن عبد السميع (المتوفی: 1335ھ)۔ الثمر الداني شرح رسالة ابن أبي زيد القيروانی۔ بیروت: المكتبة الثقافية،ن س،ج: 1،ص:147
❖ شافعی، محمد بن إدريس بن العباس بن عثمان (المتوفی: 204ھ)۔ الأم۔ بیروت: دار المعرفة،ج: 1،ص: 191
❖ نووی، ابو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف (المتوفی: 676ھ)۔ المجموع شرح المهذب۔بیروت: دار الفكر،1975ء،ج: 4،ص: 255
❖ المقدسی، موفق الدين عبد الله بن احمد بن محمد بن قدامة (المتوفی: 620ھ) الكافي في فقه الإمام احمد۔بیروت: دار الكتب العلمية، 1994ء،ج:1،ص:294
❖ ابن عبد البر، ابو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد (المتوفی: 463ھ) الاستذكار۔ بیروت: دار الكتب العلمية، 2000ء،ج: 2،ص:79
❖ ا بن حزم، ابو محمد علي بن أحمد بن سعيد (المتوفی: 456ھ)۔ المحلى بالآثار۔ بیروت: دار الفكر،ن س،ج: 2،ص: 167

- ❖ امام ابو داود،سلیمان بن الاشعث بن اسحاق(المتوفی: 275هـ)۔ سنن ابی داود۔ بیروت: المكتبة العصرية، صيدا، اب ما جاء في خروج النساء إلى المساجد،ج: 1،ص: 161،رقم الحدیث: 592
- ❖ الشیبانی، أحمد بن محمد بن حنبل (المتوفی: 241هـ)۔ مسند الإمام احمد بن حنبل۔بیروت: مؤسسة الرسالة 2001،ج: 45،ص: 27283
- ❖ دارقطنی، ابو الحسن علي بن عمر بن احمد بن مهدی (المتوفی: 385هـ)۔ سنن الدارقطني۔ بیروت: مؤسسة الرسالة 2004ء، باب في ذكر الجماعة وأهلها وصفة الإمام،ج: 2،ص: 21،رقم الحدیث: 1084
- ❖ المنذری،عبد العظيم بن عبد القوي (المتوفی: 656:) الرياض: مكتبة المعارف ،2010ء،ج:2،ص:318؛
- ❖ العقیلی، أبو جعفر محمد بن عمرو بن موسى (المتوفی: 322هـ)۔ الضعفاء الكبير۔ بیروت: دار المكتبة العلمية، 1984ء ، ج:4،ص: 317،رقم الحدیث: 1918
- ❖ عسقلانی، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد (المتوفی: 852هـ)۔ تہذیب التہذیب ۔بیروت: دار الکتب العلمية ، 1989ء،ج:2،ص:68،رقم الحدیث:556
- ❖ ابن القطان، علي بن محمد بن عبد الملك الكتامي (المتوفی : 628هـ)۔ بيان الوهم والإيهام في كتاب الأحكام۔ الرياض: دار طيبة 1997ء،ج:5،ص:23
- ❖ سہارن پوری،مولانا خلیل احمد(المتوفی1927ء)بذل المجهود۔بیروت:دار الکتب العلمیہ، 2014ء،ج:4،ص:209
- ❖ ا لشوکانی، محمد بن علي بن محمد بن عبد الله (المتوفی: 1250هـ)۔ نيل الأوطار۔ مصر: دار الحديث 1993ء،ج: 3،ص: 196
- ❖ https://www.bbc.com/urdu/regional/story/2005/03/050318_amina_friday_prayers
- ❖ https://www.urdunews.com/node/196151/%D8%AE%D8%A8%D8%B1%DB%8C%DA%BA/%D8%A7%D9%86%DA%88%DB%8C%D8%A7/%DA%A9%DB%8C%D8%B1%D8%A7%D9%84%DB%81-%D9%85%DB%8C%DA%BA-%D8%AE%D8%A7%D8%AA%D9%88%D9%86-%D9%86%DB%92-%DA%A9%DB%8C-%D9%86%D9%85%D8%A7%D8%B2-%D8%AC%D9%85%D8%B9%DB%81-%DA%A9%DB%8C-%D8%A7%D9%85%D8%A7%D9%85%D8%AA
- ❖ ترمذی، محمد بن عيسى بن سَوْرة (المتوفی: 279هـ) جامع الترمذی۔ مصر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبی، 1975ء باب ما جاء في حق المرأة على زوجها،ج:3،ص: 459،رقم الحدیث: 1163
- ❖ ابن عابدین، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين (المتوفی: 1252هـ) رد المحتار على الدر المختار۔ بیروت: دار الفكر 1992ء،ج: 1،ص: 565